

پاکستانی روپے کی مستقبل میں کیا قیمت ہوگی اس کا اندازہ اب اس سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ روپیہ کی دہلیو ڈالر کے مقابلے میں 3.5% کے ساتھ گزشتہ سال کے اختتام پر 59.43 روپے فی ڈالر تھی۔ اکتوبر 2004 میں روپیہ کی قیمت بمقابلہ ڈالر یہاں تک گر گئی تھی کہ یہ 60 روپے فی ڈالر کی نفسیاتی حد کو عبور ہوئی۔ 61.37 روپے فی ڈالر تک پہنچ گئی اور یہی وہ مہینہ تھا جس میں تیل کی بین الاقوامی قیمتیں اپنے عروج پر تھیں اور تیل کی قیمتیں 50 ڈالریں ہیرل سے بھی زیادہ ہو گئی تھیں۔ نومبر 2004ء میں اسٹیٹ بینک نے روپیہ کی قیمت کو 2.7% بحال کیا اور دسمبر 2004ء میں مزید روپیہ کی قیمت کو 0.4% بحال کر کے بینک سال کے اختتام پر اسے 59.43 روپے فی ڈالر پر لے آیا۔ روپیہ کی قیمت میں ڈالر کے علاوہ دیگر بین الاقوامی مضبوط کرنسیوں کے مقابلے میں بھی کی واقع ہوئی ہے۔ یورو (EURO) اور دوسری انٹرنیشنل کرنسیوں کے مقابلے میں گزشتہ دو سال میں روپیہ کی قیمت میں بہت کی واقع ہوئی ہے۔ فی الوقت یورو کی قیمت 80.44 روپے ہے اور امریکن ڈالرز کا پائڈ 113.7 روپے کا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک بھارت کی کرنسی (روپیہ) کے دہلیو پاکستان روپیہ کی نسبت مضبوط رہی ہے اس وقت انڈین روپیہ کی قیمت 43.47 روپے فی ڈالر ہے اس طرح انڈیا میں فی ڈالر پاکستان کے مقابلے میں 16 روپے سستا ہے اور یہ ایک بہت بڑا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ بھارتی مصنوعات بشمول کتب کی قیمتیں پاکستان میں زیادہ ہیں جبکہ اس کے برعکس انڈیا میں انہی مصنوعات و کتب کی قیمتیں بہت کم ہیں لیکن اس فرق کا اندازہ اس لئے اتنا زیادہ نہیں ہو رہا ہے کیونکہ پاکستان کی بھارت کے ساتھ تجارت محدود کی گئی ہے۔ قیمتوں کا اندازہ اس وقت زیادہ ہوگا جب پاکستان اور انڈیا کے مابین باہمی تعلقات کو مضبوط اور پروان چڑھانے کیلئے کی جانے والی جاری کوششیں بار آور ثابت ہوں گی اور اس کے نتیجے میں انڈیا کے ساتھ پاکستان کی تجارت بڑے پیمانے پر شروع ہوئی ہے تو اس وقت قیمتوں کا یہ تفاوت واضح ہو جائے گا۔

ماہرین معاشیات کی پیش گوئی کے مطابق روپیہ کی قیمت رواں سال 2005ء میں 58.50 روپے فی ڈالر سے کی لیکن بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس کی قیمت اس لیول سے بھی نیچے جاسکتی ہے۔ روپیہ کی قیمت کا انحصار بہت سے اہم عناصر اور عوامل پر ہے ان میں اقتصادی اور مالیاتی عوامل سب سے پیش پیش ہیں اس کے علاوہ روپیہ کی دہلیو کا انحصار مٹی مارکیٹ چلانے والوں پر بھی ہوتا ہے۔ روپیہ کی قیمت کا افراط زر سے بھی براہ راست تعلق ہے۔ موجودہ ماہرین سال کے پیمائش میں یہ کہا گیا تھا کہ افراط زر 5% رہے گا لیکن جولائی تا نومبر 2004ء میں افراط زر 9.1% تک پہنچ چکا ہے۔

لینڈنگ اور ڈیپازٹ ریش میں اتنا فرق کیوں؟

اضافہ ہوا ہے لیکن درآمدات میں 25% حصہ بنی مشینری کی درآمد ہے۔ برآمدات جب مقررہ ہدف سے کم ہوتی ہیں تو اس وقت ایکسپورٹرز کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ روپیہ کی قیمت کم کی جائے تاکہ ان کی برآمدات میں اضافہ ہو سکے لیکن فی الحال ایکسپورٹرز کی طرف سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں ہے کیونکہ ایکسپورٹرز کو دفتری دور سے استفادہ کیلئے کاوشوں میں مصروف ہیں ابھی تک ان کا ایکسپورٹ ریس فنانسنگ (Refinance) بہت کم ہے کیونکہ اسٹیٹ بینک 3.5+1.5=5% منافع کے ساتھ بینکوں کو ٹنڈر میا کر رہا ہے۔ ان عوامل کے علاوہ روپیہ کی پوزیشن بھی مستقبل میں روپیہ کی دہلیو پر اثر انداز ہو سکتی ہے لیکن اس قسم کا اثر اسی وقت ہوگا اگر حکومت مارکیٹ سے بہت زیادہ اداکارانہ ہے مگر روپیہ کی پوزیشن حکومت کے لئے اطمینان بخش ہے کیونکہ گزشتہ سال 2003ء کے مقابلے میں 31 دسمبر 2004ء تک روپیہ وصولی 17.6% زیادہ ہے۔ اندرون ملک ترسیلات زر میں بھی تانین انک کے بعد ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ ترسیلات زر کا یہ استحکام ادا بینکوں کے توازن میں اضافہ کا باعث ہے۔ ٹیلی ترسیلات زر (Home Remittances) کے حوالے سے حکومتی مقررہ ہدف 4 بلین ڈالر ہے اور ٹیلی ترسیلات زر میں یہ بھڑکی 1990ء کے عشرے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ امریکہ کی طرف سے پانچ سالہ مدت کیلئے 3 بلین ڈالر کے امدادی پیکیج، ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے بہت زیادہ قرض کے حصول نے بھی ادا بینکوں کے توازن کو بوجھ بنایا ہے جبکہ حکومت دہشت گردی کے خلاف جنگ کا پائرو ہونے کی وجہ سے امریکہ سے مزید مالی امداد بھی حاصل کرے گی۔

انڈیا کے روپیہ زر مبادلہ کے ذخائر 120 بلین ڈالر سے بھی تھوڑا کم رہے ہیں اور انڈیا کے زر مبادلہ بینک کے گورز کا کہنا ہے کہ وہ اپنے زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کیلئے مارکیٹ سے ڈالر نہیں خریدے گا جبکہ بھارت کے زر مبادلہ کے ذخائر پاکستان کی طرح زیادہ ڈالر میں نہیں ہیں بلکہ اس کے ذخائر ڈالر کے علاوہ دیگر مضبوط بین الاقوامی کرنسیوں پر اور یں (YEN) پر مشتمل ہیں لیکن اس کے برعکس پاکستان کے زر مبادلہ کے ذخائر کا زیادہ تر حصہ ڈالر میں ہے ان کا نقصان یہ ہے کہ اگر ڈالر کی قیمت دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں گرتی ہے تو اس وقت ہمارے یورو اور یں کے ذخائر کی قیمت بھی گر جاتی ہے۔ لہذا پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے زر مبادلہ کے ذخائر کو ایک خاص حد تک یورو اور دوسری مضبوط بین الاقوامی کرنسیوں میں تبدیل کرے۔ گزشتہ دو سالوں میں پاکستان میں یورو کی مانگ میں کمی کا نشانہ ہوا ہے اس سے یہ

اکٹاک الیڈ وائزر واکٹر اشتیاق خان کے مطابق رواں سال افراط زر 6.5% رہے گا لیکن میں نے اپنے ایک حالیہ بی وی انٹرویو میں واکٹر اشتیاق سے کہا تھا کہ میں ان کے افراط زر کے 6.5% کی لیول کی پیش گوئی سے اتفاق نہیں کرتا اور میرا یہ بیان ریکارڈ پر ہے جس میں میں نے مشیر موصوف سے کہا تھا کہ افراط زر اس سال 8% سے زیادہ ہوگا اور میرے اس بیان کی سپورٹ اسٹیٹ بینک کی وہ رپورٹ ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ 2005ء میں افراط زر 7.6% تا 8.2% رہے گا۔

افراط زر میں اضافے کا مطلب روپیہ کی بیرونی قدر (External Value) میں کمی ہے۔ بیرونی عناصر مثلاً تیل اور خوراک کے اٹمنوں کی زیادہ قیمتیں روپیہ کی بیرونی دہلیو میں کی کرتی ہیں۔ موجودہ سال کا بجٹ تیار کرتے وقت تیل کے درآمدی بل کا تخمینہ 3 بلین ڈالر لگایا گیا ہے۔ اس سے گزشتہ سال یہ تخمینہ 2 بلین ڈالر کا تھا لیکن حکومت کا تیل



ڈاکٹر موزرا
اختیار بینک

کے درآمدی بل میں 2 سے 3 بلین اضافے کا یہ تخمینہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ تیل کی درآمد 44 بلین ڈالر سے بھی زیادہ ہونے کا امکان ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا اہم عنصر منافع کی شرح ہے جو روپیہ کی بیرونی دہلیو کو متاثر کرتی ہے۔ اگر منافع کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے تو روپیہ کی بیرونی دہلیو بھی زیادہ ہوگی لیکن اسٹیٹ بینک کی پالیسی مارک اپ میں سست رفتاری سے اضافہ کرنے کی ہے تاکہ مارکیٹ بدلتی جا سکے۔ اس کے علاوہ بینکوں کا اوسط لینڈنگ ریٹ (Landing Rate) 6.47% رہا ہے لیکن گزشتہ سال جون میں یہ 6.61% تک پہنچ چکا تھا اس کے ساتھ ساتھ ڈیپازٹس پر منافع کی شرح بھی تقریباً 1.21% رہی ہے لیکن ڈیپازٹس پر منافع کی شرح میں لینڈنگ ریٹ میں اضافہ کے باوجود تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ ادا بینکوں کا توازن اور تجارتی توازن بھی روپیہ کی بیرونی دہلیو پر اثر انداز ہوتا ہے اس وقت تجارتی توازن منفی ہے اور یہ توازن 2.5 بلین روپے سے منفی توازن بنوادی طور پر تیل کی زیادہ قیمتوں اور 1.5 بلین کی تدریجی درآمد کی وجہ سے ہے۔ گزشتہ سال درآمدات 50% تک پہنچ چکی ہیں جبکہ برآمدات میں صرف 11%

اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کی اوپن مارکیٹ میں یورو کا شیئر 50% تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ یورو اب ایک پرسش کرنسی بن چکا ہے۔ برٹش لیونڈی اور انفرادی سطح پر بھی سرمایہ کاری اور سیوگ کیلئے یورو کو ایک قابل کرنسی کا درجہ دے رہے ہیں۔ گزشتہ سال بھی ڈالر کے مقابلے میں یورو کی قیمت میں تقریباً 8% اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے تجربہ نگاروں کے مطابق امریکہ کے تجارتی اور بجٹ خسارہ کا باڈ 2005ء میں ڈالر پر زیادہ ہوگا اور اب امریکہ میں برآمدات میں اضافہ کرنے کیلئے ڈالر کی قیمت میں کمی چاہتا ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ٹکی زر مبادلہ کے ذخائر کے ایک مناسب حصہ کو ڈالر سے دوسری بین الاقوامی کرنسیوں میں تبدیل کیا جائے تاکہ ان ذخائر کی دہلیو کو کم ہونے سے محفوظ رکھا جاسکے۔ روپیہ کی مستحکم قیمت مضبوطی کا کوئی کی عکاس کرتی ہے لہذا پاکستانی اقتصادیات کی بہتری اور افراط زر کی شرح میں اضافہ کی وجہ کو روپیہ کی قیمت میں گراؤت کا سبب نہیں بننا چاہئے تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ کا کنٹرول پاکستان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

بینکوں کے کھاتوں پر منافع کی شرح کا معقول ہونا بھی ضروری ہے۔ بینکوں کو چاہئے کہ وہ اپنے کھاتے داروں کو نقصان کے بجائے ان کے کھاتوں پر انہیں مناسب معاوضہ دیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ فی الحال وہ کھاتے دار جن کے سیوگ کھاتے ہیں انہیں اگر 4 سے 5 فیصد سے کم منافع ملے تو وہ خسارے میں رہے ہیں کیونکہ حقیقی افراط زر کی شرح بھی ان کے ڈیپازٹس کی دہلیو میں سالانہ کی کرتی ہے۔ اگر وہ اپنے کھاتوں پر موجودہ 1.5% تک منافع حاصل کرتے ہیں تو ان کے ڈیپازٹس کی دہلیو میں 5 سے 6 فیصد تک کی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت افراط زر تقریباً 8% سے زیادہ ہے۔

پاکستان کے افراط زر کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کھاتے دار تو اس وقت بھی نقصان میں تھے جب ان کے کھاتوں پر منافع 5 سے 6 فیصد تھا لیکن اب نقصان بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ ڈیپازٹس پر منافع 1.25% سے 1.5% ہو گیا ہے۔ ہمارے ملک میں افراط زر اور بہت کم ریٹرن (Return) کی وجہ سے کھاتے داروں کے ساتھ نا انصافی ہوتی رہی ہے۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک کا فرض ہے کہ وہ روپیہ کی دہلیو میں استحکام کے ساتھ کھاتے داروں کے فائز پر اس طرح کی سالانہ نو ہونے دے۔ روپیہ کی مستحکم دہلیو کو کام کو بھرنے کے غراب سے بچانی ہے اور مرہنگائی کو کنٹرول کرنا حکومت کا فرض ہے لیکن حکومت اس جانب مطلوب توجہ نہیں دے رہی ہے جبکہ حکومت کا یہ اقدام عوام کے بھڑکنا مشاں ہوگا۔